بسم اللہ الرحمن الرحیم

نظرات

دنیا میں مسلمانوں کی تعداد اتنی بڑی ھے کہ اگر یہ مخلصانہ طور پر کچھ کرنا چاھیں تو امن عالم کے قیام میں موثر کردار ادا کر سکتے ھیں ۔ نہایت ھی اھم کردار اور بہت ھی موثر۔ لیکن شرط یہ ھے کہ واقعی ان سے قیام امن کے لئے کچھ کام لیا جائے۔ صرف باتوں سے تو کوئی کام نہیں ھوجاتا۔ اس کے لئے ضرورت ھوتی ھے عملی اقدامات کی جو صرف لیڈر ھی کرسکتے ھیں ، عوام بغیر قیادت کے عملی اقدام نہیں کرسکتے۔

دنیا کی اس وقت حالت یہ ھے کہ نہ کہیں داخلی امن ھے اور نہ خارجی، حالانکہ ساری دنیائے انسانیت اس پر متفق ھے کہ دنیا میں امن قائم ھونا چاھئے اور امن ھی قائم رھنا چاھئے۔ کہا جاتا ھے کہ ادارۂ اقوام متحدہ بھی امن ھی قائم رکھنے کے لئے قایم ھوا ھے۔ بیان کیا جاتا ھے کہ تمام بین الاقوامی اجتماعات کا یہی مقصد ھوتا ھے۔ ھوتا ھوگا۔ مگر یہ ا یک حقیقت ھے کہ داخلی طور پر ھر ملک میں بدامنی موجود ھے ، اور خارجی طور پر بدامنی اور بدگمانی سے ساری فضائے ارضی گندہ ھو رھی ھے۔ ھر وطن والے کو دوسرے وطن والوں سے خطرہ لاحق اور ھر حکومت کو دوسری حکومت سے ظلم و تعدی کا خوف موجود ھے۔ طعنے دیئے جاتے ھیں کہ پہلے زمانہ میں بادشاہ اور جاگیردار ملک گیری کے لئے جنگیں کرتے تھے، اور انسانی خون پانی کی طرح بہایا جاتا تھا۔ خدا کرے کہ اب ان آنکھوں والوں کو نظر آئے کہ لبنان اور شام کے سرسبز دیہاتوں پر آگ برسائی جارھی ھے ، اور بنی اسرائیل کا بادشاہ ساؤل نہیں آگ نہیں برسا رھا ھے۔ نہ آج کل کہیں طالوت سے اور نہ جالوت،

نہ کہیں داؤد ہیں اور نہ سلیمان۔ لیکن بدامنی ظلم اور تباہی ہر بادشاہی دور سے زیادہ ہے۔ کیا انہیں یہ نظر نہیں آتا کہ ع

کاروبار شہریاری کی حقیقت اور ہے
یہ وجود مہر و سلطاں پر نہیں ہے منحصر

مجلس ملت ہو یا پرویز کا دربار ہو
ہے وہ سلطاں غیر کی کھیتی پہ ہو جس کی نظر

آج کل یہ حال ہے کہ ہر ملک اپنی آبادی پر ٹیکسوں کا زیادہ سے زیادہ بوجھ ڈال کر فوجی اخراجات پورے کر رہا ہے۔ ملک کے اندر جرائم بڑھ رہے ہیں اور اہل علم حضرات یہ تجربات کررہے ہیں کہ انسانی نسل کو ملیا میٹ کرنے اور بھری بھرائی انسانی آبادی کو چشم زدن میں نسیا منسیا کردینے کی اچھی سے اچھی اور موثر سے موثر کیا کیا چیزیں ایجاد کی جائیں۔

آخر یہ سب کیوں ہورہا ہے جب کہ دنیا کے کسی حصہ میں بسنے والے عوام چاہے وہ کسی نسل سے تعلق رکھتے اور چاہے وہ کسی طرح کا عقیدہ رکھتے ہوں۔ نہ جنگ و جدال کو پسند کرتے ہیں اور نہ بدامنی و بے اطمینانی کو۔ اگر استصواب عامہ کیا جائے تو کسی ملک کی آبادی میں دس فیصد رائیں بھی جنگ، بمباری اور بدامنی کے حق میں نہیں ملیں گی۔

آپ روسی عوام سے پوچھیں یا امریکی عوام سے۔ عوام بالکلیہ بے گناہ ہوں گے، اس کے باوجود روسی اور امریکی بیڑے سمندر میں ایک دوسرے کے مقابل نظر آئیں گے۔ ہند چینی کے علاقوں میں مسلسل بم برس رہے ہوں گے اور اس سے بھی زیادہ ستم ظریفی یہ نظر آئےگی کہ اسرائیل کے ظلم و تعدی کے خلاف پوری قوت کے ساتھ ایک عالمی لیڈر آواز اٹھانے کو تیار ہے۔ مگر اسلحہ کی فروخت سے جو فائدہ اس ملک والوں کو پہنچتا ہے، اور خود اس کا سرمایہ پرست دل جو لذت اس میں محسوس کرتا ہے، اس سے محروم ہونے کے لئے وہ

تیار نہیں ہے۔ یہ اور بات ہے کہ ہر تیسرے دن ایک بیان سرمایہ پرستی کے خلاف ضرور دے دیتا ہے۔

انسان فطرۃً امن پسند ہے اور یہ اس کی فطرت کا تقاضہ ہے کہ وہ امن کو پسند کرے۔ چاہے اس کا وطن کہیں ہو، اس کے مذہبی عقائد کچھ بھی ہوں، اور چاہے وہ کسی سیاسی مسلک سے وابستہ ہو۔ انسان کبھی بدامنی کو پسند نہیں کر سکتا۔ لیکن یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ دنیا میں بدامنی موجود ہے اور پورے جلال کے ساتھ موجود ہے۔

عام انسانوں کو چھوڑئے، مسلمانوں ھی کو دیکھئے۔ یہ وہ ھیں جن کی خاص صفت رحماء بینھم بتائی گئی ہے، اور یہ وہ ھیں جن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ آپس میں صرف بھائی بھائی ھوسکتے ھیں۔ اور خود مسلمان باربار اخوت اسلامی کے دعوے بھی کیا کرتے ھیں۔ ماشااللہ بین الاسلامی کانفرنسیں اور مجالس بھی ھوتی ھی رھتی ھیں۔ لیکن ان سب باتوں کے باوجود دل ایک دوسرے سے کھنچے ھوئے دیکھائی دیتے ھیں۔ اور کبھی کبھی سرحدوں پر دو مسلمان ملکوں کی درمیانی سرحدوں پر مسلح آویزش بھی نظر آجاتی ہے۔

پھر یہی سوال پیدا ھوتا ہے کہ قول و فعل میں یہ تضاد کہاں سے آگیا، اوروں میں آیا تو آیا خود مسلمانوں میں یہ منافقانہ روش کہاں سے پیدا ھوگئی۔

دنیا میں کچھ لوگ ایسے ضرور موجود ھیں جو امن کی صورت میں اپنے کاروبار کی تباھی کا نقشہ دیکھتے ھیں۔ اور خوب اچھی طرح سمجھتے ھیں کہ اگر مسلسل خطرات نہ قایم رھیں اور جنگ ھوکر اسلحہ برباد نہ ھوتے رھیں تو ان کے بہت سے کارخانے بند ھوجائیں گے۔ اور کم ترقی یافتہ ملکوں

کو ادھار قیمت پر اسلحہ مہیا کرکے اپنے سیاسی دباؤ میں لینے کا جو موقع انھیں حاصل ھے وہ جاتا رہے گا۔

لیکن ایسی طرح سوچنے والوں کی تعداد تو ہر ملک میں بہت ھی کم ھے آخر عوام ان دشمنان انسانیت اور زر پرستوں کو روکتے کیوں نہیں ؟

دنیا کے امن پسندوں کو نہایت اخلاص کے ساتھ ان تمام حالات کا جائزہ لینا چاھئیے اور پوری تندھی کے ساتھ غور کرکے اصلاح کی کوئی صورت پیدا کرنی چاھئیے۔ کیا دنیائے انسانیت کا امن صرف سرمایہ پرستی پر قربان ہوتا رہے گا۔ سرمایہ پرستی، انفرادی بری ہوتی ھے۔ اجتماعی بھی لعنت بن جاتی ھے۔ اور دنیا کے لئے سرمایہ پرستی اس وقت سب سے بڑا عذاب بن جاتی ھے جب یہ ریاستی یا حکومتی سرمایہ پرستی کی صورت اختیار کرلے۔

اس مسئلہ پر غور کرتے ہوئے ہم اس بات کو بھی نظر انداز نہیں کر سکتے کہ رائے عامہ اپنے لئے لیڈر بناتی ھے یا لیڈر اپنے لئے رائے عامہ تیار کرتا ھے۔ رائے عامہ ہزار موثر ھتھیار سہی ، لیکن بہرحال ھتھیار ھی تو ھے۔ تلوار جوھردار ھو مگر خود سے تو حرکت نہیں کر سکتی۔ اسے بھی دیکھنا ھی پڑے گا کہ قبضہ پر ھاتھ کیسا ھے ؟

فیلڈ مارشل محمد ایوب خان المرحوم :

پاکستان کے سابق صدر مرحوم فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے بتاریخ ۲۰ اپریل ۱۹۷۴ء اسلام آباد میں بعمر ۶۷ سال وفات پائی اناللہ واناالیہ راجعون۔

اسلام آباد کا یہ خوبصورت اور دنیا کا اب تک کا جدید شہر انھوں نے اپنے دور صدارت میں تعمیر و آباد کرایا تھا۔ اور اس میں اپنا ذاتی مکان بھی بنوایا تھا۔ وہ یہیں رہا کرتے تھے۔ ان کی صحت بہت دنوں سے خراب ہوگئی تھی اور اب وہ وقت بھی ان کے لئے آپہنچا جو سب کے لئے مقرر ہے۔ ع

جب احمد مرسل نہ رہے کون رہے گا

کس قدر عبرت کا وقت ہوتا ہے جب انسانی امیدوں کا ٹھاٹیں مارتا سمندر قضائے ربانی کے ایک اشارے سے سراب بن جاتا ہے۔ اور کتنا موعظت کا مقام ہوتا ہے جب آدمی اپنے تمام ارادوں، قوتوں اور صلاحیتوں کی سربفلک عمارتوں کو حکم خداوندی سے خاک پر ڈھیر ہوتے ہوئے دیکھتا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہا کا قول ہے۔

کفی بالموت واعظاً

نصیحت کے لئے موت ہی کافی ہے۔

اور انسان ہوتا ہی کیا ہے۔ محمد ایوب خان، اللہ ان پر رحمت و مغفرت کی عنایت فرمائے، گیارہ سال تک پورے پاکستان یعنی تیرہ کڑور انسانوں کی کشتی کے ناخدا تھے، بڑی صلاحیت اور غیر معمولی عزم و ارادے کے آدمی تھے۔ ان کی سیاسی آراء سے اختلاف ممکن ہے لیکن اس سے انکار کی گنجائیش نہیں کہ وہ بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ کبھی وہ بھی دن تھے کہ ان

کو عزت و اقتدار، شہرت و جلال سب ھی کچھ حاصل تھے۔ لیکن آج وہ تاریخ کی ایک شخصیت، بلکہ فسانہ عالم کا ایک معمولی کردار ہوگئے، اور یہی تو حقیقت ھے فریب خواب ہستی کی۔ اس سے زیادہ اور کیا ھے، کسی نے خوب کہا ھے۔ع

بس اتنی سی حقیقت ھے فریب خواب ہستی کی
کہ آنکھیں بند ہوں اور آدمی افسانہ ہو جائے

ہماری دعا ھے کہ اللہ رحیم و غفور مرحوم ایوب خان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ ان کی نیکیوں کا انھیں پورا پورا اجر ملے اور ان کی غلطیوں اور لغزشوں کو اپنی رحمت و غفران سے ڈھانک دے۔ آمین !

* *